بِسم ِاللهِ الرَّحمٰن الرَّحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہِ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ربناآتنامن لدنک رحمۃ وھیی لنامن امر نا رشدا

تاریخ: ۲۱ اپریل ۲۰۱۴ء

جماعت احمدیہ یعنی امت محمدیہ کا دوسرا گروہ پہلوں کے نقش قدم پر

عنوان بالا کے حوالہ سے کچھ بیان کرنے سے پہلے سیدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام حکم وعدل کاپُرحکمت وپرمعرفت کلام درج ذیل ہے۔

آپ نے فرمایا:۔

’’یادرہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت کی دوحدیں مقرر کردی ہیں اورفرمادیا ہے کہ وہ اُمت ضلالت سے محفوظ ہے جس کے اول میں میراوجود ہےاورآخر میں مسیح موعود ہے۔ یعنی ایک طرف وجود باجود آنحضرت ﷺ کی دیواررُوئین ہےاوردُوسری طرف وجود بابرکت مسیح موعودکی دیواردشمن کش ہے۔ اِس حدیث سے صاف طورپرمعلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایسے لوگوں کواپنی امت میں داخل نہیں سمجھا جومسیح موعود کے زمانہ کے بعدہوں گےاورمسیح موعودکا زمانہ اُس حدتک ہےجس حدتک اُسکے دیکھنے والے یادیکھنے والوں کے دیکھنے والےاوریاپھردیکھنے والوں کے دیکھنے والے دنیا میں پائے جائیں گےاوراُسکی تعلیم پرقائم ہونگے۔ غرض قرون ثلاثہ کاہونابرعائیت منہاج نبوت ضروری ہےاورپھرنیکی اورپاکیزگی کاخاتمہ ہےاوربعدمیں اُس گھڑی اورساعت الفناء کی انتظار ہے جس کاعلم بجزخداتعالیٰ کے، فرشتوں کوبھی نہیں‘‘   (روحانی خزائن جلد۱۵۔ ص۴۷۸)

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی بعثت جیساکےآپ نےاپنی تصنیف حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد۲۲ص۲۰۸پردرج کی ہے سال۱۲۹۰ ہجری ہےاوراب سال۱۴۳۵ھ گزررہاہےاسطرح۱۴۵سال ہجری احمدیت پرگزرچکے ہیں گویاکہ امت محمدیہ کے دورثانی کےقرون ثلاثہ یعنی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے زمانہ میں سے قریباًنصف گزرچکاہے۔ جیساکہ حضورعلیہ السلام نےسُورۃجمعہ میں وآخرین منھم لما یلحقو بھم کی پیشگوئی کی تفسیر فرمائی ہےاُسکےمطابق صحابہ مسیح موعودعلیہ السلام کونبی پاک ﷺ نے اپنےصحابہ میں ہی شامل فرمایاہےاورجسطرح نبی پاک ﷺ کی بعثت کے بعدخیرالقرون میں سے پہلی صدی سب سےزیادہ فیض رساں ہےاورپھراُنکے تابعین اورتبع تابعین کیلئےعلی الترتیب یونہی حضرت مسیح موعودکی بعثت کے بعدقرون ثلاثہ کامعاملہ ہےاوریہ بفضل خدابوجہ اُن کےکماحقہٗ تعلیم اسلام پرقائم ہونےسےہی ہوگا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا اپنا دعویٰ نہج نبوت پر ہے۔ آپ کے صحابہ کی جماعت بھی آپ کی اتباع کے نتیجے میں اسی بابرکت طریق پر قائم تھی اوران پاک افراد نے تخت خلافت مسیح موعود کواُسی طرح سے زیب دیا جیسا کہ اُمت کے پہلے دور میں صحابہ نبی پاک ﷺ نے کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

''صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کامیابی کے ساتھ تخت خلافت کو مقررہ وقت تک زیب دیکر اپنی خدمات بجالا کر بڑی کامیابی اور اللہ تعالیٰ کی رضوان لیکر چل بسے اور جنات وعیون جو آخرت میں اُن کے واسطے مقرر تھے اور وعدے تھے وہ اُن کو عطا ہو گئے'' (ملفوظات جلد۵۔ ص۴۹۴)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا تھا کہ آپ کے صحابہ کی خلافت راشدہ ۳۰ سال تک رہے گی اور اُسکے بعد ملوکیت اور فیج اعوج جس میں ملک عضوض ہوں گے اور اُسکے بعد آخری زمانہ، جو زمانہ نبوت کی نہج پر ہوگا۔

مزید آپ کے مندرجہ ذیل فرمودات بھی ہیں

۱) یہ کہ میری اُمت کی حالت بھی ایک وقت میں بنی اسرائیل کی طرح ہو جائیگی اور بدیوں، بدکاریوں اور بغاوت میں اُنکے قدم پر قدم ماریں گے۔

۲) نبی پاک ﷺ کی یہ بھی حدیث ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اِس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایک فرد کو مبعوث فرماتا رہے گا جو کہ اُنکے دین کی اصلاح کیا کرے گا۔

۳) اسی سلسلہ میں مجدد کے مبعوث ہونے کی ضرورت اور حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے کہ:

آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ سو سال بعد کوئی نہ رہے گا۔ جیسے صدی جسم کو مارتی ہے اسی طرح ایک روحانی موت بھی واقعہ ہوتی ہے اس لئے صدی کے بعد ایک نئی ذریت پیدا ہو جاتی ہے، جیسے اناج کے کھیت اب دیکھتے ہیں کہ ہرے بھرے ہیں۔ ایک وقت میں بالکل خشک ہوں گے۔ پھر نئے سرے سے پیدا ہو جائینگے اس طرح پر ایک سلسلہ جاری رہتا ہے۔ پہلے اکابر سو سال کے اندر فوت ہو جاتے ہیں اسلئے خدا تعالیٰ ہر صدی پر نیا انتظام کر دیتا ہے جیسے رزق کا سامان کرتا ہے۔ پس قرآن کی حمایت کیساتھ یہ حدیث تواتر کا حکم رکھتی ہے۔

(ملفوظات جلد۳۔ ص۸۶۔۸۷)

۴) نبی پاک ﷺ کی یہ حدیث بھی ہے کہ:

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے قبل اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی نبی مبعوث فرمائے اُنہیں کچھ مخلص ساتھی ایسے ملے جو اُنکے طریق کار پر عمل پیرا ہوتے اور اُن کی کامل اتباع کرتے۔ پھر اُن کی وفات کے بعد کچھ ایسے ناخلف پیدا ہوئے جو ایسی باتیں کرتے

جن کا اُنہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ پس جو شخص اُن سے ہاتھ کے ذریعہ جہاد کرے وہ صحیح مومن ہے۔ جو اُن سے اپنی زبان کے ذریعہ جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو اُن سے اپنے دل کے ذریعہ جہاد کرے یعنی دل میں برا منائے وہ بھی مومن ہے۔ اِس کے بعد ایمان میں سے ذرہ برابر بھی باقی نہیں رہتا'' (مسلم کتابُ الایمان۔ حدیقۃ الصالحین ص ۳۱۰ شائع کردہ جماعت احمدیہ)

مندرجہ بالا احادیث سے حسب ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

۱) کہ امت میں ہر سو سال کے بعد ایک مرسل، مجدد کی ضرورت پڑ جاتی ہے اور یہ سلسلہ اور صورت قیامت تک رہے گی۔

۲) جب تک کسی مرسل مجدد کی خلافت اُسکے صحابہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے تو وہ اُسکی تعلیم پر عامل ہوتے ہیں اُنکے بعد جو آتے ہیں وہ فاسق ملوک کی نہج پر ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایسی باتیں کرتے ہیں جو کہ اصل احکام کی مخالف ہوتی ہیں۔

۳) جب صحابہ کی خلافت کے بعد ناخلف خلیفے آجائیں تو اُنکے خلاف شریعت احکام اور باتوں کے بالمقابل مومنوں پر جہاد فرض ہے۔

یہ بات تو یقینی ہے کہ اُمت کے دور اول میں وصال نبی پاک ﷺ کے بعد خلافت صحابہ یعنی خلافت راشدہ تیس سال تک رہی اور اُسکے بعد حسب فرمودہ رسول اللہ ملوکیت کا آغاز ہو گیا تاہم دوسری صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو کھڑا کر کے اُن سے ضروری تجدید اور اصلاحات کرنے کا کام لے لیا۔ اگرچہ اُن کو چند سال ہی مہلت ملی کیوں کہ اُن کو دشمنوں نے زہر خورانی سے شہید کر دیا مگر آپ نے امت کے سامنے اسلام اور شریعت کی صحیح عملی تصویر اور اپنے نمونہ کو پیش کر کے سعادت مندوں کو متمتع فرمایا۔ لیکن اسلام کی بعثت ثانیہ میں جو کہ امت کا جمالی دور ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے یوں کیا کہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کو ہی پہلی صدی کے آخر تک مہلت عطا فرما دی یعنی سیدنا محمودؓ کو ہی لمبا عرصہ تک متمکن فرما دیا اسلئے اس دوران اللہ تعالیٰ کے فضل سے عمومی طور پر جماعت تعلیم مسیح موعود علیہ السلام پر یقیناً قائم رہی۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے اِس قانون کے مطابق کہ نبی یا اُسکے قائم مقام کی وفات کے بعد افراد امت میں روحانیت میں کمی واقع ہونی شروع ہو جاتی ہے اسلئے نئے سرے سے احیاء ملت، اصلاح اور سرسبزی کی ضرورت ہوتی ہے۔ احمدیت کی دوسری صدی کے سر پر حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ''ایوب'' کا خطاب دیکر مسیح موعود علیہ السلام کی مدد کیلئے آسمان سے نازل فرمایا یعنی روحانی خلافت عطا فرمائی۔ (اس کی تفصیل greenahmadiyyat.org پر زیر عنوان (بیان سیرت ایوب احمدیت علیہ السلام ملاحظہ فرمائیں) اور بعد وفات سیدنا محمودؓ، مرزا ناصر احمد صاحب کو ظاہری خلافت عطا کی تا کہ وہ جماعت احمدیہ کو آزمائے اور اُن میں سے سعادت مندوں اور اشقیاء میں تفریق کر دے جیسا کہ ہر مُرسل کے نزول پر ہونا سنت ہے۔

خلیفہ ثالث کی مندرجہ ذیل چند بڑی باتیں جو کہ صریحاً خلاف شریعت کام ہیں:

۱) اُن کا اس عقیدہ کو رواج دینا کہ آئندہ کوئی مجدد جماعت میں نہیں آئے گا۔

۲) روحانی خلیفہ اور مجدد صدی پندرہ حضرت مرزا رفیع احمد علیہ السلام سے بغض رکھنا اور اپنے عہد میں اُن پر دائرہ زندگی تنگ کرنا

۳) جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے برخلاف سیاست میں ملوث کر دینا

۴) پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیّن تعلیم کے باوجود یہ بیان دینا کہ آپ کے بعد کوئی امتی نبی قیامت تک نہیں آئیگا۔

۵) ۱۹۵۷ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کی مجلس مشاورت سے جو قواعد انتخاب خلافت کے سلسلہ میں منظور کیئے تھے اور آپ کی مستقل ہدائیت جیسا کہ تاریخ احمدیت جلد ۱۸ کے صفحات ۱۶۹۔۱۹۹ تک فہرست ممبران مجلس انتخاب خلیفہ درج ہے اور خصوصی طور پر صفحات ۱۷۵۔۱۷۶ پر وقتاً فوقتاً درستیاں کرنے کی ہدایت تھی۔ اس ہدایت کے باوجود درستیاں نہیں کروائی گئیں اور جسکے نتیجہ میں ۱۹۸۲ء میں انتخاب خلیفہ رابع کیوقت مجلس انتخاب کی ممبرشپ نامکمل ہونے کی حالت پر توجہ دلانے پر فتنہ پیدا ہوا لیکن اسکے باوجود نہائیت سرعت سے دکھاوے کا انتخاب کرلیا گیا۔

خلیفہ رابع بھی خلیفہ ثالث کے نقش قدم پر چلے اور مزید یہ کہ اُن کے عہد کے آٹھ سالوں میں یعنی (۱۹۹۲ء سے ۲۰۰۰ء) بیعتوں کے target اور انکے حصول کے دعوے سب کذب بیانیاں نکلیں۔

اور اب خلیفہ خامس بھی باوجود یاددہانیوں کے نہ تو جماعت میں صحیح عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش کرتے ہیں اور نہ ہی اِس صدی کے لئے منجانب اللہ مجدد حضرت مرزا رفیع احمد علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری سمجھتے ہیں اور آئندہ کیلئے بھی ظاہری خلیفہ کے انتخاب میں 57% عامۃ المومنین کی نمائندگی درستیاں کر کے اب تک نہیں کروائی گئیں حالانکہ مومنین کے مشورہ سے ہی خلافت اسلامی کا چناؤ ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے لا خلافة الا با لمشورہ۔ اب ان تینوں حضرات کو ناخلف نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟

موجودہ خلیفہ خامس نے مزید ایک کام خلفاء عباسیہ کی نقل میں کیا ہے یعنی جماعت کی تنظیموں سے اپنی خلافت کی وفاداری کیلئے قسمیں کھلواتے ہیں۔

مشہور مورخ ابن خلدون نے اپنی تصنیف کے مقدمہ حصہ دوم فصل نمبر ۲۹۔ص ۲۳ (شائع کردہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی) میں یوں لکھا ہے

''خلفاء بیعت لیتے وقت لوگوں سے ہر قسم کی قسمیں کھلوایا کرتے تا کہ عہد زیادہ سے زیادہ محفوظ ہو جائے اسی کو بیعت ایمان کہا جاتا تھا۔ ایمان یمین (قسم) کی جمع ہے یعنی بیعت کے بارے میں قسمیں۔ بیعت الایمان میں زیادہ تر لوگوں پر جبر کیا جاتا تھا۔ اس لئے جب امام مالک نے جبریہ قسم کے منعقد نہ ہونے کا

فتویٰ دیا تو حکام نے آپ کی مخالفت کی کیونکہ اس فتویٰ سے بیعتِ ایمان کا استیصال ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں امام موصوف کو دورآزمائش سے بھی گذرنا پڑا‘‘

خلافت کے صحیح انتخاب کی اہمیت:

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ’’خلافت کے دو حصے ہوتے ہیں ایک حصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اُس کو خلیفہ بناتا ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ بندے اُس کا انتخاب کرتے ہیں۔ جہانتک بندوں کے انتخاب کا سوال ہے وہ ہو جائے گا۔ لیکن جو حصہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر بندے خلیفہ چننے کیلئے اُن قوانین کی پابندی کریں گے جو خدا تعالیٰ نے مقرر کیئے ہیں تو وہ خلافت کامیاب ہوگی۔ لیکن اگر نہیں کریں گے تو اگر چہ وہ خلیفہ تو بنالیں گے لیکن کامیاب نہیں ہوں گے۔ یا پھر اُس خلیفہ کی حیثیت عیسائیوں کے پوپ کی طرح ہو جائیگی جس سے قوم کوئی حقیقی فائدہ نہیں اٹھا سکے گی۔ مگر باوجود اسکے ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے دنیا ان باتوں کو ہمیشہ بھول جاتی ہے حالانکہ یہ بات ہمیشہ اور بار بار ہوتی ہے۔ یہی چیزیں ہماری جماعت میں ہوئی ہیں اور آئندہ بھی ہونگی‘‘

(انوارالعلوم جلد ۱۸۔ ص ۲۴۵۔۲۴۶)

حضرت خلیفہ اولؓ نے سورۃ طٰہٰ آئیت ۱۳۵ لو لا ارسلت الینا رسولا کی تفسیر میں فرمایا:

۱) ’’اللہ تعالیٰ نے اسی اتمام حُجت کیلئے اب مجددین کا سلسلہ رکھا ہے ۸۳ سال ۴ ماہ بعد مجدد آتا ہے‘‘۔ (حقائق الفرقان جلد سوم۔ ص ۱۱۵)

۲) آپ نے مزید فرمایا ’’زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں آدمیوں کے انتخاب سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنیں گے‘‘۔ (حقائق الفرقان جلد سوم۔ ص ۲۳۰)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ کا بیان:

۱۔ ’’کسی نبی کے بعد خلافت متصلہ کا سلسلہ دائمی طور پر نہیں چلتا بلکہ صرف اُس وقت تک چلتا ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ نبوت کے کام کی تکمیل کیلئے ضروری خیال فرمائے۔ (اسلامی خلافت کا صحیح نظریہ شائع شدہ ۱۹۵۱ء ص ۳۲)

۲۔ نیز آپ نے بیان فرمایا

’’ملوکیت کے دور سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ اس دور میں روحانی یعنی تجدیدی خلافت کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جہاں نبوت اور اُسکے

ساتھ آنے والی متصل خلافت کے دوروں میں روحانیت اور دینی سیاست و تنظیم کی نہریں گویا ایک ہی وسیع دریا کی صورت میں مخلوط طور پر چلتی ہیں وہاں نبوت سے متصل آنیوالی خلافت کے بعد یہ مخلوط دریا دو جدا گانہ نہروں میں تقسیم ہوجاتا ہے۔ایک نہر ملوکیت یعنی دُنیوی سیاست کی بن جاتی ہے جس کی باگ دوڑ بادشاہوں کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے اور اور دوسری نہر روحانی خلافت کا رنگ اختیار کرلیتی ہے جو حسب ضرورت نبوت کی خدمت کیلئے ہمیشہ جاری رہتی ہے جیسا کہ ابتدائی چار خلفاء کے بعد اولیاء امت اور مجددین کے سلسلہ میں وقوع پزیر ہوا"

(اسلامی خلافت کا صحیح نظریہ شائع شدہ ۱۹۵۱ء ص ۳۴)

نوٹ از راقم محمود ثانی:

حضرت مرزا بشیر احمدؓ کا مندرجہ بالا بیان بسلسلہ روحانی خلافت اور ظاہری خلافت یعنی بادشاہت ماشاء اللہ بالکل درست ثابت ہوا اور اِس سلسلہ میں ایسی پیشگی خبر ان رویا میں موجود ہے جو کہ سیدنا محمودؓ کے وصال کے بعد ۱۵ دسمبر ۱۹۶۵ء میں بعنوان بشارات ربانیہ شائع کی گئی تھیں۔ مثلاً رویا نمبر ۷۱ زیر حوالہ حسب ذیل ہے:۔

رویا والدہ حبیب الرحمٰن

''مورخہ ۷ نومبر ۶۵ء کو بعد نماز عشا رات دیر تک دعا کرتی رہی آنکھ لگی تو خواب میں دیکھا کہ:

حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اپنا خلیفہ چن لیا ہے۔ آپ لوگ اپنا نیا خلیفہ منتخب کرلیں'' اوراس کے بعد والدہ نے پوچھا کہ ''کونسا نیا خلیفہ؟'' اِس پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے فرمایا کہ ''میاں ناصر احمد جو ہیں''

یہ رویا خلافت کے بارے میں حضرت میرزا بشیر احمدؓ کی توجیہہ کی تصدیق کرتی ہے کہ صدی کے سر پر روحانی خلافت مجددین اور ظاہری خلافت (مثل بادشاہت) الگ الگ ہوجاتی ہیں۔ اس رویا سے یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ انتخاب خلیفہ ثالث سے قبل ہی روحانی خلافت حضرت مرزا رفیع احمد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادی ہوئی تھی۔ فلحمد للہ۔

قدرت ثانیہ:

حضرت خلیفہ اوّلؓ نے جو قدرت ثانیہ کی وضاحت (بحوالہ بدر ۲۳ مئی ۱۹۱۳ء) فرمائی تھی کہ اس سے مراد سنت اللہ کے مطابق مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں بھی اعتقادی غلطیوں اور ایمانی کمزوریوں کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ یہ خدمت آپ کے خلفاء راشدین سے لے گا نیز ان میں مجددین بھی حسب سنت اللہ آیا

کریں گے بالکل درست ہے اسکے برخلاف سب نفسانی خیالات ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی اصلاح اور ایمانی سرسبزی کی بحالی تا قیامت نعوذ باللہ خیانت اور منصوبے بنا کر ظاہری خلافت پر قبضہ کرنیوالوں سے کروایا کرے گا؟ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ**

حضرت خلیفہ اولؓ کا فرمان:

''اسلام کو بادشاہت مقصود نہیں۔ شاہی مذہب نہیں یہ تو ایمان سکھانے کیلئے آیا ہے (حقائق الفرقان جلد دوم۔ ص ۱۱۹)

یہ راقم یہانتک جو یہ مضمون تحریر کر چکا تو اس بناء پر کہ چونکہ سیدنا محمودؓ کی رُوح اِس عاجز میں اتحادً سکونت پذیر ہے میرے دل میں زبردست تحریک ہوئی کہ اُن کا فرمودہ تفسیری بیان بسلسلہ آئیت ۲۵۸ سورۃ البقرۃ ضرور اس میں شامل کروں۔ فھو ھٰذا

بیان سیدنا محمودؓ:۔

آپ نے فرمایا

''پس نبی کے آنے سے پہلے بعض لوگوں کے عقائد اچھے ہوتے ہیں مگر جب وہ نبی کا انکار کر دیتے ہیں اور اُنہیں اُنکے پہلے عقیدہ کی رو سے پکڑا جاتا ہے تو وہ اپنا پہلو بچانے کیلئے اُس کا بھی انکار کر دیتے ہیں لیکن جو شخص صداقت کو قبول کرتا ہے وہ روز بروز اپنے ایمان میں بڑھتا چلا جاتا ہے''

(تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۵۸۹)

لوگوں کی عادت سے متعلق سیدنا محمودؓ کا اپنی خداداد نورانی فراست سے یہ گہرا نفسیاتی مطالعہ کس قدر حقیقت پر مبنی ہے۔ جماعت احمدیہ مبائعین میں ابھی بُہت سے زندہ لوگ اس امر سے واقف ہیں کہ کس طرح ایک وقت میں ہمارے مربیان اور مبلغین غیر احمدی مسلمان حضرات کو یہ تبلیغ کیا کرتے تھے کہ اُمت میں نبوت کا سلسلہ تا قیامت جاری ہے اور نیز یہ کہ وہ بتائیں کہ اگر اُنکے نزدیک چودھویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام نہیں ہیں تو پھر کون ہے؟ مگر اب یہ کہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی مجدد جو کہ صریحاً مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے برخلاف ہے۔

حضرت مرزا رفیع احمد علیہ السلام ایوب احمدیت نے سورۃ المدثر کی آیت نمبر ۴ **وربک فکبر** کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا

’’خواہ دھوکہ اور ملمع کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو حق کو چھپا نہیں سکتا۔ خدا کے کلام نے حق اور باطل کی مثال یوں دی ہے کہ جب پانی برستا ہے تو اُس کے اوپر جھاگ آ جاتی ہے اور جھاگ چھا جاتی ہے یہانتک کے جھاگ ہی جھاگ نظر آتی ہے پانی نظر نہیں آتا۔ **کذالک یضرب الحق و الباطل ۔ فا ماا لذبد فیذھب جفاء.** فرمایا حق و باطل کا بھی یہی حال ہے بسا اوقات باطل کی جھاگ حق کو چھپائے رہتی ہے لیکن مقابلہ کے آخر باطل کی جھاگ خشک ہو کر اُڑ جاتی ہے اور حق کا ماء زلال ظاہر ہو جاتا ہے‘‘۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پُر معرفت کلام:

فرمایا ’’مفتری کے ہلاک کرنے کیلئے خارجی قوت اور زور کی حاجت ہی نہیں ہوتی خود اُنکا افتراء اُنکو ہلاک کر دیتا ہے‘‘ **(ملفوظات جلد ۳۔ ص ۹۸)**

اللہ تبارک وتعالیٰ قادر و توانا اور غفور الرحیم کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ جماعت مسیح موعودؑ کو راہ راست پر چلائے رکھے اور اُن میں تا قیامت خلافت حقانی (یعنی خلافت روحانی کا انعام نیز اپنے اپنے وقت پر متقی اور نیکو کار مومنین کی خلافت ظاہری بھی) قائم رکھے جو کہ دین اسلام اور احمدیت کی خدمت اور اُسکے احیاء اور قیام شریعت کرتی رہے۔ آمین۔ ثم آمین

وما توفیقی الا باللہ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔۔۔

خاکسار چوہدری غلام احمد ۔ محمود ثانی